

میرزا کا پورا نام اسد اللہ خاں تھا۔ ابتدا میں اسد تخلص کرتے تھے۔ مولانا طباطبائی نے فرمایا ہے کہ تخلص کے ساتھ پورا نام آجانے سے خوبی پیدا ہوتی۔ اور "خان" سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ کسی زمانے میں قوت و سطوت کے مالک تھے، جسے پیری نے مٹا دیا۔ یعنی عظمت رفتہ کی یاد بجا ہے، بیجا نہیں۔

تسکین کو ہم نہ روئیں، ہو ذوقِ نظرِ ملے

خُورِ انِ خلد میں تری صورت، مگر، ملے

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفنِ بعدِ قتل

میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم

بہر شبِ پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے

تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم!

میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا

فرصت کشاکشِ غم پہناں سے گر ملے

لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں

جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے

اے ساکنانِ کوچہ دلدار! دیکھنا

تم کو کہیں جو غالبِ آشفۃ سر ملے

۱۔ شرح:

اگر نظر کے لیے لذت

کا سامانِ فراہم ہو جائے

تو ہم دل کی تسکین کا

غم کیوں کریں بہشت

کی خوریں کتنی ہی پاکیزہ

کیوں نہ ہوں، لیکن

اے محبوب! ان میں

تیری صورت مٹی چاہیے

کیوں؟ اس لیے کہ

نہ تیری صورت کے سوا

نظر کسی حالت میں حقیقی

لذت پاسکتی ہے اور

نہ دل کی تسکین کا سامان

فراہم ہو سکتا ہے۔

شعر میں مرزا غالب

فے بہشت کے متعلق اپنا

نقطہ نگاہ پوری طرح